www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیام

از سیدہ انعم بخاری

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ اپنے پُرانے حلیے میں بیڈ سے اُٹھتی کمرے سے نکلی۔ سامنے بیٹھی منال نے اُسے خوف سے دیکھا۔ وہ اُس کے پیچھے جانا چاہتی تھی لیکن اُس کے قدم انکاری تھے۔ اُس میں اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔

سامنے بیڈ پر پڑا حیام کا موبائل بجنے لگا تھا۔ موبائل کی رنگ ٹون بار بار چنگھاڑتی بے سکونی پھیلا رہی تھی۔ وہ اُٹھنا چاہتی تھی کہ اُٹھ کر موبائل ہی آف کر دے، حویلی کے کسی فرد تک وہ آواز نہ پہنچ جائے لیکن نہ اُٹھ سکی۔ آخر کار موبائل خود ہی شور مچا کر میٹھی نیند سو گیا۔

حیام راہداری میں آئی تو بشیراں بی کو سامنے کھڑی ملازمہ سے دھیمے لہجے میں کچھ کہتے پایا۔ شاید اُنہوں نے اسے نہ دیکھا تھا تب ہی اپنی کہی سُنا کر برآمدے میں چلی گئیں۔ جوں ہی حیام نے قدم بڑھا کر برآمدے کے گرد ڈھلے پردوں کو ہٹا کر برآمدے میں جانے کی کوشش کی، کھڑی ملازمہ کو بولتے پایا۔

"سلام، سیدہ بی بی!"

وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔

"وعلیکم السلام!"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب دے کر وہ پھر سے جانا چاہتی تھی لیکن ایک مرتبہ پھر ملازمہ کی آواز نے اُسے روکا۔

"سیدہ بی بی!! اماں بیگم نے برآمدے میں آنے کے لیے سب کو منع کیا ہے۔ وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔"

حیام نے سر تا پاؤں اُسے دیکھا۔

"ہاں، تو منع کیا ہو گا تمہاری اماں بیگم نے لیکن وہ میری اماں بیگم نہیں ہیں۔ کتنی مرتبہ بتاؤں اب اس حویلی کے ملازموں کو۔"

حیام نے کہہ کر ایک مرتبہ پھر جانے کی کوشش کی۔

"بی بی!! مت جائیں۔ آپ تو چلی جائیں گی لیکن اماں بیگم مجھے۔۔۔۔۔"

اس سے آگے وہ ملازمہ کچھ نہ کہہ سکی۔

"کچھ نہیں کہیں گی وہ تمہیں۔"

اُسے ایک طرف کر حیام پردہ ہٹاتی برآمدے میں چلی آئی، نہ سر پر ڈوپٹہ نہ ہی منہ ڈھانپا ہوا تھا۔ بال کُھلے جھول رہے تھے۔ ڈوپٹہ پھیلائے وہ وہاں کھڑی سب کو اپنی موجودگی باآور کروا گئی۔

وہاں بیٹھی تمام گاؤں کی خواتین کا رُخ اُس کی طرف تھا۔ وہ کون تھی؟ کیوں تھی اس حویلی میں؟ وہ اس حویلی کی تو نہ تھی۔ بہت سے خاموش سوالات اُن کے لبوں پر مچل رہے تھے۔ حیام نے مسکرا کر اماں بیگم کو دیکھا جو کہ بس خاموش نظروں سے اُسے تکتی جا رہیں تھیں، لکڑی کے تخت نما جھولے پر بیٹھیں وہیں جہاں وہ بیٹھا کرتیں تھیں۔ بشیراں بی سمیت باقی تمام عورتیں نیچے زمین پر بیٹھیں تھیں۔ کیا یہ برابری تھی؟ جو اسلام نے سب مسلمانوں کو دی تھی۔ حیام ایک مرتبہ پھر طنزیہ مسکرائی جس کا علم صرف اماں بیگم کو تھا۔ خالدہ بیگم، نفیسہ بیگم کے ہمراہ ملازموں کے ساتھ چائے پانی کا بندوبست کیے برآمدے میں آئیں تو حیام کو دیکھ اُن دونوں کے بھی قدم تھم گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"حیام!! آؤ بیٹا، بیٹھو۔۔۔"

خالدہ بیگم نے آگے بڑھ کر اُسے بیٹھنے کو کہا اور کہہ بھی کیا سکتی تھیں۔ ساتھ ہی ملازماؤں کو مہمان نوازی کرنے کا اشارہ کیا گیا۔ گاؤں سے آئی ایک عورت نے آخر کو اماں بیگم سے سوال کر ہی ڈالا۔

"اماں بیگم!! یہ کون اے کڑی؟ ایس حویلی دی تانئ آ۔۔۔"

اماں بیگم نے محض حیام کو گھور کر دیکھا۔ آج اُنہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جو کہتی ہے سچ کہتی ہے۔ ایک مرتبہ کچھ ٹھان لے تو پورا کر کے ہی رہے گی۔

"شہر سے آئی ہے۔"

نفیسہ بیگم نے وہیں اماں بیگم کے پاس رکھی تخت نما کرسی جس کی ٹیک نہ تھی، پر بیٹھتے ہوئے

جواب دیا۔

"مصطفیٰ ویرے کو تو جانتی ہیں نا؟اُنہی کی بیٹی ہے۔"

وہاں ایک مرتبہ پھر خاموشی چھا گئی۔اگر یہ مصطفیٰ صاحب کی بیٹی تھی تو کیا شہر میں جانے کے بعد سید زادے، سید زادے نہیں رہتے؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بشیراں بی! مجھے باہر جانا ہے۔"

حیام نے سب کو نظر انداز کیے بشیراں بی کو حکم سنایا۔اُسے سب کی معنی خیز نظریں چھُب رہی تھیں۔وہ یہ بھول گئی تھی کہ جب کسی کو تکلیف دینا چاہیں تو پلٹ کر کچھ تیر خود کی جانب بھی آتے ہیں۔اپنی لگائی آگ میں خود بھی جلنا پڑتا ہے۔

"بی بی!! کتنی مرتبہ کہوں کہ تم باہر نہیں جا سکتی۔"

کچھ وقت پہلے جو ماحول میں شرمندگی چھائی تھی، کہیں کھو گئی تھی۔اماں بیگم کی کڑک دار آواز گونجی۔

"میں بھی تو بتا چکی ہوں کہ میں جاؤں گی۔ مجھ پر آپ اپنی یہ پابندیاں نہیں لگا سکتیں۔"

ایک مرتبہ پھر اماں بیگم خاموش ہو گئیں۔ایک مرتبہ پہلے بھی وہ پوری حویلی کے سامنے اُنہیں جواب دے چکی تھی لیکن اب کی بار گاؤں۔۔۔۔۔تو ہین کی گئی تھی اُن کی۔

"بشیر ابی!! شاہ میر بھائی کو بلائیں۔"

لیکن بشیر ابی ٹس سے مس نہ ہوئیں۔

"میں خود بلانے چلی جاؤں گی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com

بشیر ابی فوراً سے پیشتر اُٹھ کر باہر کو بھاگیں جہاں شاہ میر موبائل پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔جب تک شاہ میر نہ آیا وہ دونوں ایک دوسرے کو خاموش نظروں سے دیکھ رہیں تھیں۔ شاہ میر کے آتے ہی تمام عورتوں نے منہ ڈھانپ لیے۔شاہ میر کی نظریں پورا وقت زمین سے چپکی ہوئیں تھیں۔اُس کے آتے ہی حیام نے ڈوپٹہ نام کا سر پر پھیلایا، ویسا ہی نام کا جیسا وہ شہر میں اوڑھا کرتی تھی۔ہاں، آرزا اور بازل کے سامنے تو خیر تھی نا۔وہ کچھ دن پہلے تو شاہ میر کے سامنے بھی ڈوپٹہ اوڑھنے سے انکاری تھی لیکن رفتہ رفتہ اپنے اصل کو لوٹ رہی تھی۔حیام کے مطابق بس اتنا ہی اُس کا اصل تھا لیکن اگر وہ یہاں تک آ گئی تھی تو اپنے مکمل اصل کو جاننے میں بھی اُس کے لیے دیر

نہ تھی۔اُس کا دل بدلنے والا تھا، کسی نے پورے دل سے اُس کے حق میں دعا مانگی تھی۔

"حیام!"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن نہ کہہ سکا۔وہ اپنی اماں سے بہت محبت کرتا تھا۔یہاں آتے ہی وہ تمام باتیں جان گیا تھا۔

"بھائی! میرا دم گھٹ رہا ہے۔مجھے کھلی ہوا میں سانس لینا ہے۔"

معصوم صورت بنائے وہ اُسے بھائی کہہ گئی تھی۔شاہ میر مسکرایا۔شاید گاؤں کی عورتوں نے اُسے مسکراتے یوں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔شاہ میر کا دل چاہا کہ سامنے آرز ہو تو اُسے پکڑ اپنے سینے سے لگالیتا اور کہتا۔۔(میں قربان جاؤں تجھ پر، اپنے جیسی ہی ڈھونڈی ہے تونے۔)وقت آنے پر کسی کو بھی قائل کرنا جاننا بھی ایک خوبی ہے جو حیام سے پہلے اُس نے آرز حسن میں دیکھی تھی۔

"بشیر ابی!! آپ مناہل سے کہیں اسے چھت پر لے جائیں۔کچھ دیر کھلی فضا سب کے لیے ضروری ہوتی ہے۔"

اس سب میں اماں بیگم خاموش بیٹھی تھیں۔

"نہیں بھائی!! خود سوچیں نا کہ چھت پر جاؤں گی تو پورا گاؤں دیکھے گا اور جان جائے گا کہ حویلی کی کوئی بی بی موجود ہے۔ میں باہر جاؤں گی تو کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔"

شاہ میر ایک مرتبہ پھر مسکرایا۔ وہ پاگل یہ بھول گئی تھی کہ حویلی کے چاروں اطراف کھلی زمین سے گھرے تھے، اگر تو کوئی اُسے چھت پر کھڑا دیکھتا بھی تو سوائے ایک نقطے کے کچھ نہ سوجھتا۔

"بشیرا بی! دس منٹ کے بعد آپ حیام کو باہر لے آئیے گا۔ میں سب مردوں کو دوسری طرف کروا دیتا ہوں۔" وہ جاتے جاتے واپس مڑا۔ "آپ کی بیٹی کدھر ہے؟"

"وہ آج نہیں آئی۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اُس کو بُلوائیں۔ دس منٹ کے اندر وہ یہاں ہو۔ اس حویلی کی سیدہ بی بی کے ساتھ سائے کی طرح رہے گی وہ، چاہے اندر ہو یا حویلی کے باہر۔"

بشیرا بی نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ کہہ کر چلا گیا تھا۔ حیام کے چہرے پر مسکراہٹ اُبھری۔ چہرہ گھما کر اماں بیگم کو دیکھا جو بے بس اُسے دیکھ رہیں تھیں۔ وہ سر ہلا کر اندر چلی گئی۔ یہ خوشخبری اُسے منال کو بھی تو دینی تھی۔ پردہ ہٹا کر راہداری میں آئی تو کرن اور مناہل کان لگائے اُنہیں ہی سُن رہے تھے۔ اُنہیں دیکھ مسکرائی جو کہ اُس کے آتے ہی سیدھی ہو گئیں تھیں۔ مناہل کے گال تھپتھپاتی وہ سیڑھیوں کا رُخ کر گئی۔

منال کے کمرے میں داخل ہو دیکھا تو منال اب بیڈ کے کنارے پر ٹکی تھی۔ حیام کے آتے ہی فوراً مڑ کر التجائی نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔

"مبارک ہو، حیام جیت گئی ہے آج۔۔۔۔"

"کاش کہ تم جان لو، تم ہار گئی ہو آج۔"

منال منمنائی لیکن حیام اُسے سُن چکی تھی۔

"نہیں، تم نے شاید ٹھیک سے سُنا نہیں۔ میں جیت گئی ہوں۔"

وہ چل کر بیڈ تک آئی اور منال کی جانب رُخ کیے بیٹھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں معلوم ہے، حیام!! ایک مرتبہ میں بھی اس حویلی کے باہر کی دنیا دیکھ چکی ہوں اور مجھے معلوم ہوا کہ ہم سید زادیوں کو یوں باہر نکلنا ہمیشہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ میں نے باہر نکلنے کے، قدم رکھنے کے بہت نقصان اُٹھائے ہیں، بہت قربانیاں دی ہیں لیکن مجھے اگر ذرا برابر بھی علم ہوتا کہ تم یہ سب کرو گی تو کبھی تمہارا ہاتھ تھام تمہیں اس راستے تک لے کر ہی نہ جاتی۔ تم اب بھی مت جاؤ، کسی بڑے نقصان سے بچ جاؤ۔"

وہ التجا کر رہی تھی۔

"ہم سیدزادیاں ہیں، یہ تو ہمارے لیے فخر کی بات ہے منال، لیکن ہم غلام تو نہیں ہیں نا؟ کہ اپنے بڑوں کے بنائے اصولوں میں قید ہو کر رہ جائیں۔"

کڑواہٹ حیام کے منہ میں گھلتی زہر بن رہی تھی۔

"نہیں، یہ اصول ہمارے بڑوں نے ہمیں قیدی بنانے کے لیے نہیں بنائے۔ یہ تو ہمیں معاشرے کے اصولوں سے بچانے کے لیے بنائے ہیں۔"

"کون سے اصول؟ تم کن اصولوں کی بات کر رہی ہو؟"

حیام نے اُسے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com

"تم جلد جان جاؤ گی۔ بس ایک بات یاد رکھنا کہ ہم اکثر غلط ہوتے ہیں۔"

منال اُسے کہہ کر باہر نکل گئی جبکہ وہ وہیں بیٹھی رہی۔ ایک مرتبہ پھر اُس کا موبائل بجنے لگا تھا لیکن اپنے تایا کا نام جگمگاتا دیکھ اُس کا دل مزید بھاری ہو گیا۔ موبائل آف کرتے وہ اُٹھ کر اپنے کمرے کو چل دی۔

اماں بیگم خاموش بیٹھی تھیں، وہ جانتی تھیں کہ اُن کے سامنے بیٹھی عورتیں بہت سے جوابوں کی منتظر ہیں۔ وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن اُن کے بولنے سے پہلے ہی ایک عورت بول پڑی۔

"اماں بیگم !! کیوں پریشان ہوتی ہیں؟ بالڑی اے وہ۔ شہر سے آئی ہے، اب یہاں آپ کے پاس آگئی اے تو آپے ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ سیکھا دیجیے گا اُسے۔"

اماں بیگم نے اُسے دیکھا اور بولا۔ چہرہ اب بھی بے تاثر تھا لیکن آواز سخت تھی۔

"مت بھول کہ سیدزادی ہے وہ۔ جو بھی ہے تیرے لیے عزت کے قابل ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواباً وہ عورت خود ہی شرمندہ ہو گئی۔

"بشیرا!! چل مجھے اندر جانا ہے۔ ان سب کو کھانا کھلا کر بھیجیں۔"

وہ اُٹھ کر اندر کو چل دیں۔ بشیرا بی اُن کے پیچھے پیچھے چلنے لگیں۔

خالدہ بیگم اور نفیسہ بیگم اب بھی جوں کی توں سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ ایک مرتبہ پھر سے وہی عورت بول پڑی جو کچھ دیر پہلے بولی تھی۔

"بی بی جی! کیوں فکر کرتیں ہیں آپ دونوں؟ ہم عورتیں بڑی عزت کرتیں ہیں آپ لوگوں کی اور اماں بیگم تو سچ کہہ کر گئی ہیں۔ آپ فکر نہ کریں، یہ بات اس حویلی کی چار دیواری میں ہی رہے گی۔"

سب عورتیں ہاں میں ہاں ملانے لگیں۔اُن کے یوں ردِ عمل پر خالدہ بیگم نے مسکرا کر نفیسہ بیگم کو دیکھا۔اُن لوگوں کو کچھ ڈھارس ملی تھی۔

شاہ میر نے اپنے خاص ملازم بلال سے کہہ حویلی کا پچھلا حصہ خالی کروا دیا تھا۔ کھانا پکانے کا جو سلسلہ چل رہا تھا اُسے حویلی کے اگلی جانب منتقل کروا دیا گیا۔ سب مرد ملازموں کو یہ حکم سُنا دیا گیا تھا کہ کوئی بھول کر بھی وہاں نہ جائے گا، اصل وجہ نہیں بتائی گئی تھی۔

سعدیہ کو بُلا لیا گیا تھا، وہ برآمدے میں کھڑی حیام کی منتظر تھی۔ حیام چلتی ہوئی برآمدے میں آئی، اُسے ایک نظر دیکھ باہر کو چل دی۔ یہ وہی راستہ تھا جہاں سے چل وہ حویلی میں داخل ہوئی تھی۔ وہی راستہ جو حویلی کے پچھلی طرف کو کُھلتا تھا۔ سعدیہ نے آگے بڑھ کر اُس کے لیے دروازہ کھولا۔ اپنی چادر درست کر وہ باہر کو آ گئی۔ باہر قدم رکھتے ہی اُسے یاد آیا کہ یہ وہی جگہ تھی جہاں اُن کی گاڑی آ کر رُکی تھی۔ اُس کے

باباُاس کے ساتھ کھڑے تھے،اُس کے کاندھوں پر بازو پھیلائے۔اُس نے چہرہ موڑ کر اپنے کاندھے کو دیکھا،شاید کہ اب بھی اُس کے باباوہاں موجود ہوں لیکن کچھ نہ تھا۔ اُس کی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی۔چہرہ سامنے کو کیااور تھوڑامزید چل کر باہر کو گئی۔اب کے سورج کی روشنی سیدھااُس کے وجود کواپنی لپیٹ میں لے گئی۔اُس نے سورج کی چھُبتی ہوئی کرنوں سے خود کو بچانے کے لیے اپناہاتھ اپنے چہرے کے آگے کیا۔ ارد گرد دیکھاتو ہر سو پھول لگے تھے،وہاں کی دنیاالگ تھی۔گلاب،ٹیولپ،سورج مکھی اور گلِ داؤدی کے پھولوں سے باہر کی دنیا سجی ہوئی تھی۔زمیں پر گھاس جواُسے انجانے ساسکون بخش رہی تھی۔سامنے چھوٹاساسوئمنگ پول تھا جس کے ایک طرف میز رکھی ہوئی تھی اور میز کے گرد چار کرسیاں تھیں۔

"سعدیہ۔۔"

"جی،سیدہ بی بی !"

میں نے توسُناتھاکہ حویلی کے چاروں جانب صرف مٹی ہی مٹی ہے۔پر یہاں "

"تو۔۔۔۔

"ٹھیک سُناہے آپ نے، مٹی ہی مٹی ہے، کچی زمینیں ہیں۔اس باغ کو دیکھیں، نظروں میں دور دور تک اس کی ہریالی کے سواکچھ دکھتاہی نہیں لیکن جہاں یہ ختم ہوتا

ہے۔۔وہاں بانس کی دیوار کھڑی کی گئی ہے۔اُس کے باہر پھر سے مٹی ہی مٹی ہے جو کہ حویلی کی دیواروں تک کو چھوتی ہے،اتنی پھیلی ہوئی ہے۔یہ حویلی تو بہت بڑی ہے۔"

"ہمم! تم آئی کیوں نہیں تھی آج؟"

"وہ سیدہ بی بی!! میرا چھوٹا ویر ٹھیک نہیں تھا۔اب حویلی سے بلاوا آیا تو میں آ گئی۔"

"وہ اکیلا ہے؟؟"

"نہیں جی، چھوٹے شاہ نے اُس کے لیے حویلی سے ملازم بھجوا دیا تھا۔"

"چلو،اندر چلو۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اب وہاں مزید کھڑا نہیں ہونا چاہتی تھی۔ایک نظر باہر کی دنیا دیکھ وہ واپس حویلی کے اندر چلی گئی۔۔

حسن صاحب نجانے کب سے حیام کو کال ملائے جا رہے تھے لیکن مجال تھی کہ وہ لڑکی ایک مرتبہ اُٹھا لیتی۔اب تو اُس کا موبائل نمبر آف آ رہا تھا۔شام ہونے کو آئی تھی لیکن وہ بعض نہ آئے تھے۔تنگ آ کر اب کے ندا بیگم بول پڑیں۔

"حسن!! بس کر دیں۔وہ بات ہی نہیں کرنا چاہتی آپ سے۔دیکھا نہیں کیسے ہم سے

وعدہ کر کے گئی تھی کہ روز بات کرے گی لیکن ایک مرتبہ۔۔۔۔ایک مرتبہ بھی بات نہیں کی اُس نے۔"

جواباً حسن صاحب خاموش رہے۔

"کیا بات کریں گے آپ اُس سے؟ وہ انکار کر چکی ہے۔ مصطفیٰ صاف صاف کہہ چکا ہے آپ سے۔"

اُن کی بات سُن ابھی وہ کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن بازل دروازے پر دستک دیئے اندر آیا۔

"ابو! بات کرنی ہے مجھے آپ دونوں سے۔۔۔۔"

"آؤ، بیٹھو۔"

وہ چلتا ہوا اپنی ماں کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"امی! میں چاہتا ہوں کہ آپ خالہ سے بات کریں۔"

"کس معاملے میں؟؟"

"میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ دونوں میاں بیوی سمجھے تھے کہ وہ پاگل ہو گیا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آرزو سے؟ تم پاگل ہو گئے ہو؟ وہ چھوٹی بچی ہے۔"

ندا بیگم نے سخت لہجے میں اُسے انکار کیا۔

"نہیں، امی! آرزو کے لیے نہیں۔۔۔۔۔۔پریشے کے لیے۔"

اب اُنہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ سچ میں پاگل ہو گیا ہے۔

"بازل!! تم پاگل ہو؟ تمہاری منگنی ٹوٹی ہے، میرے آرز کی نہیں اور خدا نہ کرے کہ کبھی ٹوٹے۔ جانے کیا بولے جا رہے ہو؟"

ندا بیگم بولے جا رہی تھیں لیکن حسن صاحب خاموش نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے نجانے کیا پڑھ رہے تھے۔ ہاتھ کے اشارے سے ندا بیگم کو خاموش رہنے کا کہا۔

"بازل! میری طرف دیکھ کر کہو جو کہنا ہے۔"

"ابو! ایک منگنی نہیں ٹوٹی ہے، دونوں ٹوٹی ہیں۔ آپ لوگوں نے غلط فیصلے کر لیے تھے اور ہم بچوں کو کھلونے کی مانند استعمال کیا گیا لیکن آپکی خوش گمانیوں کے پہاڑ بھی ٹوٹ گئے ہیں۔"

وہ دونوں خاموش بیٹھے بس اُسے سُن رہے تھے۔ بازل لمحہ بہ لمحہ اُنہیں سچ سے آشنا کرتا

گیا۔ کتنا کچھ ہو چکا تھا اُن کی آنکھوں کے سامنے، وہ کیسے نہ دیکھ سکے۔ ندا بیگم کو افسوس نے گھیر لیا تھا۔ اُنہیں آرز کی بے بسی یاد آئی، کیسے وہ کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن بولنے کا ایک موقع تک نہ دیا گیا تھا۔

"میں آتا ہوں۔"

حسن صاحب خاموشی سے اُٹھ کمرے سے باہر آئے۔ نکلتے ساتھ ہی آنکھوں میں موجود نمی صاف کی اور آرز کے کمرے کی جانب چل دیا۔ دروازہ کھول کر اندر گئے تو وہ وہیں صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ سامنے رکھے آفس کا کام کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آرز۔۔۔"

اُن کے پکارنے پر آرز نے اُن کی جانب دیکھا جو دنیا و مافیہا سے بیگانہ کام کرنے میں مصروف تھا۔ فوراً سب کچھ ایک طرف کیے اُٹھ کر اُن کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"ابو۔۔۔! خیریت ہے نا؟ آپ خود چل کر میرے پاس۔۔۔"

لیکن اُس کی بات مکمل نہ ہو پائی تھی۔ حسن صاحب کا ہاتھ اُٹھا تھا جو کہ آرز کے چہرے پر اپنی چھاپ چھوڑ گیا۔

"میری بیٹی کو کس راستے ڈال دیا تم نے؟ تمہاری وجہ سے وہ یہ گھر چھوڑ کر گئی ہے۔"

آرز کو ہنسی آئی لیکن وہ ہنس بھی نہ سکا۔آج اُس کا باپ اُس تک آیا تھا تو بھی کس کے لیے؟کسی اور کے لیے؟اُنہیں اُس کی فکر تھی لیکن اپنے بیٹے کا ذرا خیال نہیں۔

"ابو!!!میری غلطی؟"

"گر تم اُسے پسند کرتے ہی تھے تو یہ منگنی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟دو دو لڑکیوں کی زندگی سے کھیل رہے ہو تم؟اور حیام۔۔۔اُس کے بارے میں تم نے ایسا سوچا،تو کیسے؟"

آرز کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔اُس کی ہمت جواب دے گئی۔اُس کا صبر بس اتنا ہی تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس کر دیں،ابو!کوئی گناہ نہیں کیا میں نے اور کیوں نہیں سوچ سکتا میں؟آخر کیوں؟ بتائیں نا۔۔۔کوئی وجہ۔۔۔لیکن آپ کیا بتائیں گے،آپ کے پاس کچھ کہنے کو ہے ہی نہیں۔"

اب کے وہ سخت باتیں کہہ رہا تھا لیکن مجال تھی جو لہجہ بھی اُن باتوں کی طرح سخت یا کڑوا ہوتا۔

"آرز۔۔۔۔"

حسن صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن اُنہیں روک دیا گیا۔

"ابو! میری بات پہلے پوری ہونے دیں۔ وہ بہن ہے میری، یہی کہیں گے آپ تو پھر وہ بازل کی بہن کیوں نہیں ہے؟ یہ ماں باپ بھی نجانے آخر کیا سوچ کر فیصلے کرتے ہیں۔۔۔ اگر بچے خود پسند کر لیں تو نہیں، بہن ہے وہ تمہاری لیکن اگر خود پسند کر لیں اولاد کے لیے، تو ہزار دلیلوں کو رد کر دیتے ہیں۔ اتنا فرق ابو؟ آپ باہر والوں کو تو چھوڑیں، آپ نے تو مجھ میں اور بازل میں ہی اتنا فرق کر دیا۔ ہماری ایک بات نہ سُنی۔ کون سا فیصلہ کرنے کا اختیار آپ نے ہمیں دیا تھا؟ کوئی بھی نہیں۔ جسے آپ فیصلے کا اختیار کہتے ہیں نا، وہ ہمارے لیے منت سماجت ہوتی ہے۔ ہزاروں مجبوریوں کا لیبل لگا کر ماں باپ گر یہ کہیں کہ دیکھ لو۔۔۔ آگے تماری مرضی ہے، تمہارا فیصلہ ہے تو آپ بتائیں اولاد فیصلہ کرے تو کیا کرے؟ میں نے آج تک سُنا، پڑھا کہ ساری قربانیاں سیدزادیوں کو دینا پڑتی ہیں، قربانی عورت ذات سے منسوب ہے لیکن آج میں دیکھ رہا ہوں کہ قربانی تو مرد سے عورت کی نسبت زیادہ وابستہ ہے۔ عورت قربانی دے دے تو عزیم ہو جاتی ہے اور مرد قربانی دے تو کچھ بھی نہیں۔۔۔"

اُس کے آنسو رخسار پر بہہ گئے۔ حسن صاحب نے غور سے اُسے دیکھا۔ اُن کا بیٹا تو یوں نہ تھا، یہ کوئی اور تھا جو اتنا کمزور تھا، اتنا بکھرا ہوا تھا۔ اُسے دیکھ وہ مزید ٹوٹ گئے۔ ٹوٹنا بنتا تھا، کبھی والدین کے لیے یہ آسان ہوا ہے کیا کہ اپنی اولاد کو بے بس، مجبور اور لاچار دیکھ سکیں؟

حسن صاحب نے اپنا ہاتھ آرز کے کاندھے پر رکھا اور تھپکی دی۔

"مجھے۔۔۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔"

سر جھکائے وہ کمرے سے نکل گئے۔اُن کی آنکھوں میں آنسو تھے۔وہ شاید غلط کر گیا تھا، غلط کہہ گیا تھا۔اُسے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔جانے کون کون سی سوچیں اُس کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔

پریشے اپنے کمرے میں بیٹھی سر جھکائے سامنے بیٹھے اپنے بھائی کے کسی ردِ عمل کی منتظر تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھائی! کچھ بولیں؟"

"آرز نے کچھ کہا ہے؟"

سوال کیا گیا۔

"نہیں،اُنہوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔یہ فیصلہ میرا ہے۔میں نہیں کرنا چاہتی یہ شادی اور نہ ہی یہ منگنی مزید رکھنا چاہتی ہوں۔"

سعد کی نظر اُس کے بائیں ہاتھ کی جانب اُٹھی، جس کی انگلیاں کسی بھی انگوٹھی سے

پاک تھیں۔

"کسی اور کو پسند۔۔۔۔"

پریشے نے اُس کی بات کاٹی۔

"نہیں، ایسی۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔وہ میرے بھائی ہیں، میں نے بچپن سے اُنہیں اپنا بھائی ہی سمجھا ہے۔آپ خود بتائیں یوں اچانک کیسے۔۔۔۔۔"

وہ جو کہنا چاہتی تھی کہہ بھی نہ پا رہی تھی۔

"سچ بتاؤ مجھے پری؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بھی اُس کا بھائی تھا۔

"سچ بتا رہی ہوں۔"

"میں جانتا ہوں لیکن یہ آدھا سچ ہے۔"

سعد کی نظریں مسلسل اُس پر تھیں۔

"بازل اور حیام کی منگنی ٹوٹ گئی ہے۔"

سعد کو حیرانی ہوئی۔

"کیوں؟"

"آرز بھائی اور حیام ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔اُنہیں اس رشتے کے لیے مجبور کیا گیا تھا جیسے کہ مجھے۔۔۔"

سعد نے گہری سانس بھری۔

"امی کو۔۔۔۔"

"نہیں،امی کو نہیں معلوم اور نہ بتایئے گا۔میں نہیں چاہتی کہ حیام کا نام کسی بھی معاملے میں آئے۔وہ بہت اچھی ہے۔"

"اور تم؟تمہارا کیا؟"

وہ بھائی تھا،اُس کا غصہ جائز تھا۔

"بازل۔۔۔۔ کہہ رہے تھے کہ۔۔۔۔۔"

"اب اُسے کیا کہنا باقی رہ گیا ہے؟"

"شادی کرنا چاہتے ہیں وہ مجھ سے۔"

سعد نے اُسے یوں دیکھا جیسے کہ وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی ہو۔

"ہاں، تاکہ اُسے بھی اپنی کوئی مجبوری یاد آجائے اور تمہیں چھوڑ دے۔"

"آرز بھائی نے مجھے نہیں چھوڑا، میں نے اُنہیں چھوڑا ہے۔ اور بھائی میں بازل کو ہاں کر چکی ہوں۔ اب یہ آپ پر ہے کہ آپ امی کو کیسے سمجھائیں گے۔"

"تم غلط کر رہی ہو، پری۔۔۔۔"

وہ اپنی بہن کے لیے فکر مند تھا۔

"میں بالکل ٹھیک کر رہی ہوں۔ آپ میرا یقین کریں۔"

اپنے بھائی کا ہاتھ تھامے وہ اُسے تسلی دے رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سعد کے جاتے ہی پری نے اپنا موبائل اُٹھا کر بازل کو اوکے کا سگنل دیا جس پر اُس نے تھمس اَپ کا ایموجی سینڈ کیا۔ وہ مسکرا کر اپنے کمرے سے نکل کر چل دی۔

دونوں واقعات کو گزرے مہینہ ہو گیا تھا۔ یہ حویلی اب بھی اُس کے لیے انجان ہی تھی۔ اُس کا زیادہ وقت مناہل یا منال کے ساتھ گزرتا اور سعدیہ سائے کے مانند اُس کے ساتھ رہی تھی۔ حیام کو اُس کی بھی عادت ہو گئی تھی۔ اماں بیگم اب اپنے کمرے سے کم نکلتی تھیں اور حویلی میں گاؤں کی عورتوں کا آنا بھی رک چکا تھا، وجہ وہ اچھے

سے جانتی تھی۔آج پھر وہ سیاہ شلوار قمیض اوڑھے، بالوں کو ڈھیلی پونی میں باندھے، اماں بیگم کے بیڈ پر اُن کی جانب پُشت کیے بیٹھی تھی۔ چہرے پر دونوں جانب لٹیں جھول رہی تھیں۔ڈوپٹہ کاندھوں پر پھیلا کر لیا گیا تھا۔سردی ختم ہونے کے قریب تھی،اب وہ زور نہ رہا تھا بلکہ دن تو گرم ہونا شروع ہو گئے تھے سو چادر نہ لی ہوئی تھی۔

"بولو، پھر بولتی کیوں نہیں ہو؟"

ہر مرتبہ کی طرح ایک ہی سوال دہرایا گیا۔وہ آرز سے متعلق سوال کر رہی تھیں۔شہر میں ہونے والے واقعے سے آگاہی مرالہ گاؤں تک پہنچ چکی تھی۔سب باتیں کھل کر سامنے آجانا بھی ایک عذاب ہوتا ہے۔جہاں پہلے صرف وہ جانتیں تھیں، صرف منال جانتی تھی، صرف شاہ میر جانتا تھا اب کے حویلی کی تمام عورتیں جان گئیں تھیں۔

"مجھے سمجھ آگئی ہے کہ سیدزادیوں پر محبت حرام ہے۔آپ کو تو پتہ ہو گا نا؟"

"لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔خدا کا خوف کرو لڑکی، محبت بھی کبھی حرام ہوئی ہے کیا؟اور تم بتاؤ کہ تم نے کون سی سیدزادیوں والی حرکتیں کیں ہیں؟نہ تو تم اُن کی طرح ڈھک ڈھکاؤ کرتی ہو،نہ ہی اُن کا طرز تم میں پایا جاتا ہے۔محبت کا تعلق سیدزادیوں سے کیوں منسوب کرتی ہو؟محبت کا کوئی تعلق نہیں سیدزادیوں سے۔۔۔۔"

"مطلب؟"

سر ذرا سا موڑ کر سوال کیا گیا۔ اُس کے چہرے کا آدھا رُخ اماں بیگم کی جانب تھا۔

"مطلب یہ کہ محبت سیدزادیوں پر نہیں، سر سے لیکر پاؤں تک عورت جنس پر حرام ہے۔ صدیوں سے یہی تو ہوتا آیا ہے کہ عورت اپنی پسند کا گلا گھونٹ کر موت کی گھاٹ میں اُتر جاتی ہے۔ تم بتاؤ اس میں میرا، تمہاری ماں یا اس پورے گاؤں میں بسنے والی کسی عورت کا کیا قصور ہے؟"

یہ پہلی مرتبہ تھا جو دونوں آرام سے بیٹھیں ایک دوسرے کی سُن رہی تھیں۔

"تو یہ بھی بتائیں کہ میرا کیا قصور ہے؟ اسلام نے جو حق مجھے دیا ہے وہ یہ سب کیوں مجھ سے چھین رہے ہیں؟ خالہ اماں!! یہ بات یاد رکھیے گا کہ میں اس گاؤں میں بسنے والی کوئی عورت نہیں ہوں، نہ میں میری ماں ہوں اور نہ میں آپ ہوں۔ میں میں ہوں، میں اپنا حق چھین لوں گی سب سے۔ مجھے اپنی جنگ لڑنا آتی ہے۔"

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر اب اماں بیگم کے سامنے کھڑی تھی۔ چہرے پر لالی اُس کے غصے کو واضح کر رہی تھی۔ پہلی مرتبہ تھا جو وہ اُن سے منسوب کسی رشتے کی نسبت سے اُنہیں پکار گئی تھی۔ اماں بیگم اُس کے جواب پر ہنسنے لگیں۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔ تو پھر لڑتی کیوں نہیں ہو؟ تمہارے چہرے پر شکست کی چھاپ کیوں ہے؟"

اُن کے سوالوں پر وہ دھپ سے واپس اُن کے بالکل سامنے بیٹھ گئی۔

"اب مجھے بھی ہنسی آرہی ہے۔" خود پر طنزیہ مسکرائی۔ لبوں پر مسکراہٹ اور چہرے پر درد، آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میں کیوں نہیں لڑ رہی؟ جب عورت کو پتہ لگتا ہے نا کہ جس کو حاصل کرنے کے لیے وہ دنیا سے لڑ بیٹھی ہے اور وہ اُسے صرف اپنی اناء کی تسکین کے لیے کھلونا سمجھتا ہے، تو کس سے لڑے وہ عورت۔۔۔۔ خاموشی۔۔۔۔ایسی عورت صرف خود سے لڑ سکتی ہے۔ دیکھیں نا مجھے خالہ اماں! میں حالتِ جنگ میں ہوں، کیا نہیں لگتی؟ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنسو کا قطرہ رخسار پر بہا۔

میں بھی آپ ہوں، اپنی ماں اور اس گاؤں کی عورت سی تو ہوں، میں میں تو نہیں "ہوں۔"

آنسوؤں میں روانی آگئی۔ وہ اُٹھ کر کمرے سے نکل گئی۔ اماں بیگم فقط اُسے دیکھتی رہ گئیں۔ ہاتھ بڑھا کر اپنی آنکھوں میں چھائی دُھند کو چادر کے کونے سے صاف کیا۔

"امم۔۔۔۔۔بھوک۔۔۔۔"

تین سے چار سالہ بچہ جو کہ دکھنے میں دُبلا پتلا، کمزوریوں جیسے کہ خوراک میں لاپرواہی برتی ہوا اور سچ بھی یہی تھا کہ وہاں اُس کی فکر کرنے کو کوئی نہ تھا۔اس عمر میں ہی ڈر اُس کے اندر پختہ ہو چکا تھا۔بولنے میں ہچکچاہٹ اور الفاظ تو ویسے ہی نامکمل بولے جاتے۔ کب سے چارپائی سے ٹِکا سامنے بیٹھی اپنی دادی کو بھوک لگنے کا اشارہ دے رہا تھا جو کان منہ لپیٹے جوں کی توں بیٹھی رہی۔

"امم۔۔۔۔۔"

شاید اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ اُس کی دادی ہے۔

تیرے باپ نے میرے ہاتھ میں دیا ہی کیا ہے جو کھلاؤں تجھے؟ جا جا کر اُسی سے "منگ۔

اُسے ہاتھ سے پرے دھکیلا اور سامنے ایک طرف لیٹے اپنے سپوت کی طرف اشارہ کیا۔اپنے باپ کو ایک نظر دیکھ اُس کی آنکھوں میں خوف لہرایا۔سر نہ میں ہلا کر واپس چارپائی سے چپٹ گیا۔

"امم۔۔۔۔۔۔"

اب کی بار آنسو جاری ہو گئے۔بھوک کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔وہ ایک چھوٹا بچہ تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسے بھوکا رہ سکتا تھا۔ آہستہ آہستہ اُس کے رونے کی آواز تیز ہوتی گئی۔

"وے جمال!! اُٹھ جا، بھوک سے مر جائے گا یہ۔"

اپنی ماں کی آواز پر جمال نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"مرنے دے اسے، کہاں سے لاؤں؟ کوئی پیسہ نہیں میرے پاس۔ جو تھا سب تجھے یہاں لانے پر لگا دیا۔"

"تو تجھے کون کہتا ہے بھاگتا پھر؟ زندگی عذاب کر دی ہے۔"

اب کے تنگ آ کر وہ عورت اُٹھی اور بچے کا فیڈر پکڑ اُس میں صحن کا نل کھول پانی بھرا اور بچے کو پکڑا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاید وہ بچہ جانتا تھا کہ اس سے اُس کی بھوک کہاں مٹے گی لیکن بھوک ہو تو چنے بھی بادام لگتے ہیں، فٹ سے فیڈر پکڑا اپنے منہ میں ڈال لیا۔ اتنے میں جمال کا موبائل بجنے لگا۔ موبائل کان سے لگا کر وہ جوں جوں دوسری طرف موجود شخص کی باتیں سُنتا رہا، اُس کے چہرے کے تاثرات بدلتے رہے۔ بس ایک فقرہ۔۔۔۔۔۔ایک فقرہ، اُس کی سماعت میں بازگشت کرتا جا رہا تھا۔ کال بند ہو چکی تھی لیکن وہ وہیں اٹکا ہوا تھا۔

"جمالے! اُس بابو نے تجھے ڈھونڈھ لیا ہے۔ یہاں سے نکل جا ورنہ کل وہ تیرے سر پر بندوق تھامے کھڑا ہو گا۔"

اُسے یہاں سے نکلنا تھا۔اتنا جلدی سب ختم نہیں ہو گا۔کوئی نئ جگہ ڈھونڈنی تھی،اُسے پیسوں کی ضرورت تھی۔

قریب مسجد میں مغرب کی آذان ہو رہی تھی،اُس کی آواز بلڈنگ کے ساتویں فلور پر موجود بنے خوبصورت آفس تک بآسانی آرہی تھی۔اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا، آنکھیں بند کیے،وہ پُر سکون کلام سُن رہا تھا۔لمحہ،دو لمحہ بعد اُس کے لب ہلتے،وہ یقیناً اپنے خدا کے بلاوے پر لبیک پکار رہا تھا۔آذان ختم ہونے کو تھی۔جھک کر اپنے جوتے اُتارے اور ڈریس پینٹ کو نیچے سے فولڈ کرنے لگا۔بازو البتہ پہلے سے ہی کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے۔چلتا ہوا آفس سے منسلک باتھ روم تک آیا اور وضو کی غرض سے رکھی گئی مخصوص چپل پہن باتھ روم میں جا کر نل کھولا اور وضو کے لیے جھک گیا۔

جوں جوں وہ وضو کرتا گیا،ساری بے سکونی رفتہ رفتہ سکون میں ڈھل رہی تھی۔ساری تھکاوٹ زائل ہونے لگی۔وضو کر کے سیدھا ہوا تو وضو کا پانی جو چہرے کو تر کیے ہوا تھا، قطرہ قطرہ پھسلنے لگا۔چند قطرے اُس کی پلکوں پر سے ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے۔وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ وضو کا پانی تھا یا اُس کے آنسو۔

باہر آکر ایک طرف جائے نماز بچھائی گئی۔جائے نماز پر کھڑے ہوتے ہی لگا کہ سب

آسان ہے، کوئی پریشانی ہے ہی نہیں۔اس وقت وہ آفس میں اکیلا تھا۔پہلے کبھی کبھی جبکہ اب تو روز ہی دیر سے گھر جانا اُس کا معمول بن چکا تھا۔

اُسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ہاں، صرف درد تھا جو اُس کے پورے دل کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔گہری سانس بھر کر نماز کی نیت باندھ نماز ادا کرنا شروع کی۔پورا آفس سکون بخش رہا تھا لیکن کوئی اُسے دیکھتا تو کہتا سکون تو وہ ہے۔کتنی ٹھہری ہوئی نماز تھی اُس کی، کوئی جلدی نہ تھی اُسے۔شاید وہ خدا سے لڑ کر نہیں پیار سے، حق سے مانگنا چاہتا تھا۔

نماز ادا کرلی گئی، دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے گئے لیکن لب خاموش تھے۔ایک فقرہ اُس کے ذہن میں بار بار گھوم رہا تھا۔

"مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔"

اُس کے باپ کی آواز تھی یہ، کتنے بھاری الفاظ تھے وہ۔ایک اور فقرہ نجانے کہاں سے اُس کی سماعت میں گونجا۔

"دعا کرو مشعل تمہارا بھائی مرنے سے بچ جائے۔"

کرب کی تحریر چہرے پر واضح ہوئی۔

"یااللہ !! میرے ابو کو سلامت رکھیے گا۔"

ایک دعا تھی جس پر اُس کے وجود کے پور پور نے آمین کی صدا لگائی تھی۔اُسے آج اپنے باپ کی زندگی مانگنی تھی کیونکہ اُس کی زندگی اُن سے تھی۔

وہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے کٹ کر رہ گئے تھے،ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے بات نہ ہوتی۔ندا بیگم اور نائلہ بیگم تو بس دونوں بھائیوں کو ملامتی نظروں سے دیکھتی رہ جاتیں۔ایک کو ڈر تھا کہ میرے بولنے سے میرے بھائی کا دل مزید ٹوٹ جائے گا اور ایک کو یہ دکھ تھا کہ کاش اُنہیں سب پتہ ہوتا تو میرے بھائی کی اولاد،اُن کی اولاد تکلیف میں نہ ہوتی۔آرز ٹھیک ہی تو کہتا تھا کہ یہ والدین بہت غلط کرتے ہیں۔خود غرضی کا کھیل کھیل کر اولاد کو انسان سے ایک بے جان چیز،کوئی کھلونا بنا دیتے ہیں۔

حسن صاحب کی طبیعت دن بہ دن ڈھلتی جا رہی تھی۔جو کچھ ہوا وہ سب تو ایک بہانہ تھا،اصل وجہ حیام سے دوری تھی۔کون کہتا تھا کہ وہ اُن کی سگی اولاد نہیں تھی،وہ اُنہیں سگوں سے بڑھ کر تھی۔وہ ناراض ہو کر بیٹھی تھی،اتنی ناراض کہ بات تک نہ کرتی۔کیا اُن کا اتنا حق بھی نہ تھا کہ وہ بات تو کرتی،ایک مرتبہ مڑ کر دیکھ ہی لیتی چاہے سے کچھ نہ بولتی۔اُن کے دیئے پیار کا اتنا حق تو تھا ہی۔

بیڈ سے ٹیک لگائے وہ تقریباً لیٹے ہوئے تھے۔عشاء ہو چکی تھی۔ابھی ابھی ندا بیگم اُنہیں دوا کھلا کر گئی تھیں۔ڈاکٹر کے مطابق دوائیں اُن کے جسم کے لیے اب ضروری ہو گئی تھیں۔اُن کا دل کمزور ہو چکا تھا۔دل کا مسئلہ تو اُنہیں پہلے سے تھا لیکن اب خطرے کی بات زیادہ تھی۔

ندا بیگم کے آتے ہی وہ ایک مرتبہ پھر وہی پرانی رٹی رٹائی بات دہرانے لگے۔

"بیگم! حیام سے بات تو کرواؤ میری۔"

نقاہت زدہ آواز سُن کر ندا بیگم کو اپنے شوہر پر ترس آیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہمم!! کرواتی ہوں، ابھی کرواتی ہوں۔آپ فکر کیوں کرتے ہیں؟"

گلے میں آنسوؤں کا پھندا پھنسنے لگا۔آنسوؤں کو روکتیں وہ کمرے سے نکل باہر آئیں تو نائلہ بیگم سامنے ہی لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔

"نائلہ۔۔۔!"

"جی بھابھی، کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہیں؟"

ندا بیگم روتے ہوئے اُن کے پاس جا بیٹھیں، اُن کے ہاتھ منت کرتے ہوئے تھامے اور بولیں۔

"حیام سے کہو ایک مرتبہ، ایک آخری مرتبہ بات کر لے اپنے تایا سے، اُن کا دل بند ہو جائے گا ورنہ، نائلہ! یہ میں کہہ رہی ہوں اور سوچو ایک بیوی کے لیے یہ کتنی بڑی بات ہے کہ وہ اپنے شوہر سے متعلق کچھ بھی ایسا کہے۔"

اُنہیں یوں دیکھ نائلہ بیگم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

"وہ کرے گی بات، میں خود کہوں گی اُسے، کیسے نہیں کرے گی۔۔۔ ہم سے پہلے آپ دونوں اُس کے ماں باپ ہیں، آپ دونوں کا حق زیادہ ہے۔"

ندا بیگم نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ نائلہ بیگم سوچ میں مبتلا ہو گئی تھیں، وہ کیسے حیام کو راضی کرتیں۔ حیام کو کوئی بات سمجھانا دنیا کا مشکل ترین کام تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی لیکن تخت پوش پر لیٹے وجود کی آنکھیں چاند کی آنے والی روشنی سے چمک رہی تھیں۔

"بے بے۔۔۔"

اپنی ماں کو بلایا گیا۔

"ہمم۔۔"

"بے بے! یہ سیدہ بی بی ہیں کون؟"

اتنے عرصے سے جو سوال اُس کے دل میں تھا آج وہ پوچھ ہی بیٹھی۔

"جو بھی ہیں تجھ سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔"

اُسے اُس کا جواب نہ ملا۔

"بے بے! بتا دے نا۔ اب تو ساتھ ساتھ ہی رہتی ہوں میں اُن کے۔"

جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ ایک مرتبہ پھر خود ہی بولنے لگی۔

"بہت اچھی ہیں وہ۔ حویلی کی کوئی بی بی بھی اُن سی نہیں ہے۔ ہو ہی نہیں سکتی۔ سیدہ بی بی کی آنکھیں چمکتی ہیں بے بے!"

"اچھا۔۔۔"

ایک مرتبہ پھر جواب وہ ملا جو وہ نہیں سُننا چاہتی تھی۔

"اماں بیگم اُن کے ساتھ اچھا نہیں کرتیں۔ اچھا ہی کیا اُنہوں نے جو اُس حویلی کے اصولوں سے باغی ہو گئیں۔۔۔"

اُس کی ماں فوراً اُٹھ بیٹھی اور گھور کر اُسے تکنے لگیں۔

"میری گل غور سے سُن، آج کے بعد جو تو یہ بات دوبارہ اپنی زبان سے نکالی تو کاٹ دوں گی۔"

"کچھ غلط نہیں کہہ رہی میں۔"

اُس پر بھی اپنی سیدہ بی بی کے باغی پن کا بھوت سوار تھا شاید۔

"تو کچھ نہ جانے ہے، چپ رہنا تیرے لیے بہتر ہے۔"

اُسے آخری مرتبہ تنبیہ کرتے وہ ایک دفعہ پھر لیٹ گئیں جبکہ وہ خاموش گزرے دنوں کو ایک مرتبہ پھر سے نظر کے پردے پر دہرانے لگی۔

حیام کی نیند پیاس محسوس کرنے پر کھلی، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کانٹے دار جھاڑیاں حلق میں گاڑھ دی گئی ہوں۔ خشکی کے مارے منہ عجیب سا ہو رہا تھا۔اُس نے تھوک نگلنا چاہا لیکن قے محسوس ہوئی۔دو تین دن سے وہ مسلسل بے چینی محسوس کر رہی تھی،اُس کا کوئی اپنا تکلیف میں تھا۔بہت ہمت کر کے وہ اُٹھی،بیڈ کے گرد لٹکے پردے کا سرا سرکایا اور سائیڈ ٹیبل پر سے پانی لینا چاہا لیکن گلاس اور اُس کے ساتھ پڑا جگ خالی تھا۔

خود کو کوستی جگ اُٹھاوہ کمرے سے نکل گئی۔اُسے پانی کی شدید طلب تھی۔ باورچی خانے میں جا کر پانی کا نل کھولا اور آگے کو جھک یوں ہی پانی حلق میں اُنڈیلنے لگی۔ منہ کے نیچے ہتھیلیوں سے کٹوری بنائی ہوئی تھی۔اُس نے اماں بیگم کو گلاس سے یوں پانی پیتے دیکھا تھا۔جب دل کو کچھ قرار آیا اور پیاس بجھی تو پانی کا چھینٹا چہرے پر مار سیدھی ہو کر گہری سانس بھری۔ یہ پانی بھی خدا کی کیا قدرت ہے کہ نہ ملے تو لگتا ہے کہ سانس رکنے کو ہے۔اپنے لیے جگ بھرا، واپسی کے لیے وہاں سے نکل سیڑھیاں پھلانگنے لگی۔آدھی سیڑھیاں ہی عبور کی تھیں کہ ایک سایہ آنکھوں کے سامنے سے گزرا۔ شاید جو کوئی بھی تھا اُس نے حیام کو نہ دیکھا تھا۔ایک تو رات کے وقت یہ حویلی اُسے ویسے ہی ڈراؤنی لگتی تھی اور اب یہ سائے۔۔۔۔

(حیام!!تو آئی ہی کیوں نیچے ؟مر تھوڑی جانا تھا۔ایک یہ حویلی کے لوگ جان نہیں چھوڑتے اور اب یہ سائے۔یا اللہ!!مجھے بچا لے، پکا وعدہ کسی کا دل نہیں دُکھاؤں گی۔۔۔۔اماں بیگم کا بھی نہیں۔)

دل ہی دل نجانے کیا کیا بولتی وہ جلدی سے اپنے کمرے کو جانے لگی۔کمرے تک پہنچ دروازہ کھول اندر داخل ہوئی لیکن دروازہ بند کرنے سے پہلے راہداری کے دوسری طرف بنے گول ستون کے پیچھے کسی عورت کے زمین پر بیٹھے ہونے کا گمان ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دھیان سے دیکھا تو ایک عورت منہ چھپائے سامنے والی راہداری میں کھڑکی کے قریب بیٹھی تھی اور کھڑکی میں کوئی مرد بھی موجود تھا۔اُس نے یاد کرنا چاہا کہ وہ کمرہ کس کا تھا۔ذہن پر زور دینے پر ایک نام اُس کے لبوں پر آیا تھا۔۔۔۔

"شاہ میر بھائی!"

لیکن وہ یہ نہ جانتی تھی کہ وہ عورت کون تھی اور یوں رات کے اس پہر اُن کے کمرے کے باہر کیوں موجود تھی۔یہ تو طے تھا کہ وہ سب جان لے گی بہت جلد لیکن ابھی اُسے کسی کی نظر میں نہیں آنا تھا۔خاموشی سے دروازہ بند کر وہ اپنے بیڈ پر جا کر واپس لیٹ گئی۔اب جب تک اُسے نیند نہ آجاتی یہی خیال اُس کے ذہن میں گردش کرتے رہنا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دوپہر میں بڑی مشکل سے اپنے کمرے سے نکلی۔سعدیہ آج پھر نہ آئی تھی،وجہ معلوم نہ تھی۔باورچی خانے میں داخل ہونے سے پہلے خالدہ بیگم کے ہمراہ نفیسہ بیگم اُسے اُس کا ذکر کرتے سُنائی دیں تو وہیں رک کر سُننے لگی۔کان لگا کر کسی کی باتیں سُننا اُس کی عادت نہ تھی لیکن انسانی فطرت کب،کہاں اور کیسے مجبور ہو جائے،کیا پتہ لگتا ہے۔

"خالدہ بھابھی! اماں بیگم کو کون سمجھائے گا یہ بات؟"

"سمجھانے والی کوئی بات نہیں ہے نفیسہ، تم یونہی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑا بنا رہی ہو۔"

"ارے! ایسے کیسے کوئی بات نہیں بھابھی، دیکھیں نا منال۔۔۔ آپ میری منال کی عادت سے تو واقف ہیں، وہ سائے کی طرح اُس کے ساتھ پھرتی ہے۔"

خالدہ بیگم نے اُنہیں گھور کر دیکھا۔ جواباً وہ ساتھ ساتھ اپنی صفائی بھی کہنے لگیں۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ حیام بُری ہے، میں بس یہ کہہ رہی ہوں کہ وہ شہر سے آئی ہے اور میری بیٹی اس حویلی میں رہتے ہوئے بھی اماں بیگم سے باغی۔ کہیں حیام کے ساتھ رہ کر اُس کا باغی پن۔۔۔ آپ سمجھ رہی ہیں نا؟"

"میں سمجھتی ہوں تمہاری بات لیکن ایک بات تم ذہن نشین کر لو، حیام بہت پیاری بچی ہے۔ وہ ایسی بالکل نہیں جیسی تم سوچ رہی ہو۔ وہ کبھی کسی کو غلط پر مجبور نہیں کر سکتی اور ایک دن تم دیکھنا، یہ اماں بیگم اور منال کے درمیان جو سرد جنگ چل رہی ہے نا؟ اسے ختم کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ اُسی کا ہو گا۔"

خالدہ بیگم اپنی کہی سُنا کر باورچی خانے سے باہر نکلیں تو حیام سامنے ہی دیوار کے سہارے کھڑی تھی۔ نگاہ اُٹھا کر بھی اُنہیں نہ دیکھا۔ خالدہ بیگم نے مسکرا کر اُس کے سر پر پیار کیا تو وہ نجانے کس احساس کے تحت اُن کے سینے سے جا لگی۔ اُسے اُن میں اپنی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماں دِکھی تھی۔

اُن کے ساتھ لگتی وہ تھوڑی جذباتی ہو گئی تھی شاید اسی لیے آنسو کے چند قطرے بہہ نکلے۔ خالدہ بیگم نے اُسے خود سے الگ کیا اور اُس کے آنسو صاف کرتی ہوئیں بولیں۔

آؤ، سب بیٹھ کر برآمدے میں ڈوپٹوں پر گوٹا کناری ٹانک رہی ہیں تمہیں بھی"

"سیکھاؤں۔

حیام نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔ جانے سے پہلے خالدہ بیگم نے اُس کے کالے لباس پر چوٹ کی۔

"ایک تو یہ ہر روز کالا اور سفید رنگ پہن کر کیوں آجاتی ہو؟"

"مجھے پسند ہے تائی اماں! اور میرے پاس صرف یہی دو رنگوں کے لباس ہیں۔ باقی سب رنگ بہت پہلے چھوڑ چکی ہوں۔"

خالدہ بیگم اُس کا ہاتھ تھام اُسے اپنے ساتھ برآمدے میں لے جا رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے پھر میں بنوا دوں گی اور تمہیں پہننا پڑیں گے۔"

حیام نے اُن کے چہرے کو دیکھا اور نہ نہیں کر سکی۔ لیکن یہ تو طے تھا کہ وہ ان دو رنگوں کے سوا کوئی تیسرا رنگ نہیں پہنے گی۔

برآمدے میں آتے ہی اُسے خوشگوار حیرت ہوئی۔ جھولے پر اماں بیگم اپنے معمول کی طرح بیٹھی تھیں۔ باقی تمام ملازمائیں فرش پر بیٹھیں بڑی بڑی چادروں پر گوٹا ٹانک رہی تھیں، کرن بھی وہیں ایک طرف کو بیٹھی ہوئی تھی۔ خالدہ بیگم حیام کو لیے وہیں ایک طرف اماں بیگم کے آگے بیٹھ گئیں۔ ایک چیز جو حیام نے محسوس کی تھی کہ حویلی کی ملازمائیں کبھی بھی حویلی کی عورتوں کے برابر نہ بیٹھا کرتیں تھیں۔ جہاں وہ سب فرش پر بیٹھیں کام کر رہی تھیں وہیں حویلی کی بیبیاں فرشی تخت پوش نما سٹول پر بیٹھا کرتیں تھیں، اُنہی میں سے ایک پر حیام بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ کرن مہارت سے سوئی میں دھاگہ پروئے اپنا کام کر رہی تھی۔

"یہ بہت پیارا ہے۔"

حیام محویت میں کہہ گئی۔ کرن نے رک کر اُسے دیکھا اور مسکرائی۔

"آؤ، تمہیں بھی سکھاتی ہوں۔"

"ہاں، ضرور!"

حیام مسکرا کر اُس کے برابر میں بیٹھ گئی۔ نفیسہ بیگم بھی اتنے میں وہیں آکر بیٹھ گئیں۔ ابھی کرن نے گوٹا کناری ڈوپٹے کے ایک کنارے پر رکھ سوئی ڈالنا ہی چاہی تھی کہ حیام فوراً بول پڑی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایک منٹ۔۔۔"

مڑ کر بشیر ابی کو دیکھا جو اماں بیگم کے پاس بیٹھی تھیں۔

"بشیر ابی! جائیں منال کو بلا کر لائیں۔"

اُس کے یہ کہنے پر وہاں سب کے ہاتھ تھمے۔سب جانتے تھے کہ اماں بیگم کے ہوتے ہوئے وہ یہاں نہ آئے گی۔اماں بیگم نے افسردہ نگاہوں سے خالدہ بیگم کو دیکھا جنہوں نے مسکرا کر اُنہیں خاموش رہنے کا اشارہ دیا اور بول پڑیں۔

"جائیں،بشیر ابی! کس چیز کا انتظار کر رہیں ہیں؟ بلا کر لائیں اُسے۔۔"

بشیر ابی جو اور کسی حکم کی منتظر تھیں فوراً سے حکم ملنے پر وہاں سے منال کو بلانے چل دیں۔سب جانتے تھے کہ وہ نہ آئے گی لیکن ہوا سب کی سوچوں کے برعکس تھا۔منال پردہ اُٹھاتی بشیر ابی کے آگے چلتے ہوئے برآمدے میں داخل ہوئی۔اُس نے ایک نظر بھی کسی کو نہ دیکھا تھا۔سیدھ میں چلتی حیام تک آئی اور بولی۔

"تمہیں مجھ سے کوئی کام تھا تو میرے کمرے میں آجاتی،یہاں کیوں بلالیا ہے؟"

"زیادہ نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں،ادھر آکر بیٹھو۔"

حیام نے اُسے گھورا،نتیجتاً وہ چپ کر کے حیام کے برابر میں بیٹھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"تمہیں بھی یہ سب آتا ہے؟"

اشارہ جس طرف تھا وہ جانتی تھی۔

"نہیں، آتا۔۔۔۔۔۔چلو۔۔۔۔۔"

حیام کا ہاتھ تھام بیٹھے بیٹھے ہی اُسے چلنے کا کہا۔سب کی نظریں اُنہی دونوں کے اوپر تھیں۔

"جھوٹ بول رہی ہے یہ، حیام۔۔! اسے تو سب سے اچھا گوٹا نکنا آتا ہے۔"

کرن نے شرارت کی۔شاید وہ بھی گھلنا ملنا چاہتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"منال۔۔۔۔۔"

حیام نے مصنوعی ناراضگی سے اُسے دیکھا اور منال سے اپنا ہاتھ چھڑانے لگی جس پر منال نے اپنی گرفت مضبوط کی۔

"اچھا نا میری ماں۔۔۔۔۔آؤ میں سیکھاتی ہوں، معاف کردو۔"

کچھ دیر تو حیام ناراضگی کا ناٹک کرتی رہی لیکن پھر ہنس دی۔اب منال اُسے کرن کے ساتھ سوئی دھاگے کا کام سکھا رہی تھی جبکہ خالدہ بیگم اُنہیں دیکھ مسکرا رہی تھیں۔ خالدہ بیگم نے نفیسہ بیگم کو دیکھا تو وہ بھی ہولے سے مسکرائیں، وہ جان گئیں تھیں کہ

کچھ دیر پہلے اُن کی کہی ایک ایک بات سچ ثابت ہونے والی تھی۔

اماں بیگم نے ایک نظر بشیر ابی کو دیکھا تو وہ بھی اُنہیں دیکھ اثبات میں سر ہلانے لگیں۔ آج اماں بیگم کو بھی یہ معلوم ہو گیا تھا کہ بے شک حیام کا یہاں آنا آغاز میں غلط تھا، لیکن اُس کا اس حویلی میں آنا بالکل ٹھیک ثابت ہونا تھا۔حیام کا سفر ہو سکتا ہے کہ باقی تمام سیدزادیوں سے مختلف ہو لیکن انجام ایک سا ہونے والا تھا۔اُنہیں ایک الگ اطمینان نے گھیر لیا۔

آرزا ابھی میٹنگ روم سے نکل کر اپنے آفس کی جانب جا رہا تھا۔آج ایک اہم بزنس ڈیل تھی جو کہ کامیاب ثابت ہوئی تھی اور کیوں نہ ہوتی،اُس نے اپنے بزنس کو قیمتی وقت دیا تھا۔آفس کی جانب جاتے اُس کے موبائل کی رنگ ٹون بجنے لگی۔آرز نے اپنی ڈریس پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا تو سامنے سعد کا نام جگمگا رہا تھا۔

"اسلام و علیکم !! کیسے ہو سعد؟"

"وعلیکم السلام !! ٹھیک ہوں۔۔۔مل سکتے ہو؟"

"ہاں، بالکل !! بولو کہاں آنا ہے؟"

اپنے آفس کا دروازہ کھول وہ اندر داخل ہوا تو بازل پہلے سے وہاں موجود تھا۔

"کہیں نہیں، تمہارے آفس ہی۔ سوچا تم سے پوچھ لوں ایک مرتبہ۔"

"کیوں نہیں، تم آ جاؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔"

فائل ٹیبل پر رکھ اپنی چیئر گھما کر بیٹھا۔

آرز بازل کو خاموش رہنے کا اشارہ کر چکا تھا اس لیے ہی اب تک وہ خاموش اُس کی بات ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

"میں بس پندرہ منٹ تک تمہارے پاس ہوں گا، خدا حافظ!"

"خدا حافظ!"

آرز کے موبائل بند کر رکھتے ہی بازل بول اُٹھا۔

"کون تھا؟"

"سعد۔۔"

"کیا کہہ رہا تھا؟"

"ملنا چاہتا ہے۔"

"کیوں؟"

"تیرے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے۔"

آرز نے غور سے اُس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ دیکھے۔

"غصے میں لگ رہا تھا کیا؟"

"ہاں، بہت۔۔۔۔۔۔"

"ایک کام کر تو سنبھال لینا، میں چلتا ہوں۔"

جلدی سے اُٹھ کر باہر نکلنے ہی والا تھا جب آرز ہنسنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کمینے۔۔۔۔۔۔۔۔"

اُس کی ہنسی بازل کو تمام شرارت سے آگاہ کر گئی۔ وہ اپنا غصہ نکالتا واپس آ کر بیٹھا۔

"ابھی تو وہ تیرا سالہ نہیں بنا تو ابھی سے اتنا ڈر رہا ہے؟"

مسکراہٹ برقرار تھی۔

"کاش! تو ڈر گیا ہوتا تو کیا ہی بات تھی۔ سارے ڈر میرے حصے ہی آنے ہیں۔"

وہ سرد آہ بھرتا بیچارہ بننے کا ڈھونگ رچا رہا تھا۔

"ہم ڈرنے والوں میں سے نہیں۔۔۔۔"

آنکھ مارتا وہ اُسے آگ لگا گیا۔

"اچھا! واقعی؟"

وہ بھی کم نہ تھا۔

"ہاں۔۔۔۔"

"آزمالوں؟"

"آزمالے۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیخی ماری گئی۔

"ٹھیک ہے۔"

بازل کھڑا ہوا اور موبائل نکال کر حیام کا نمبر سکرین پر کھولا۔آرز کو جھلک دکھا کر وہ باہر کو بھاگا تھا جبکہ آرز وہیں بیٹھا اُس کو عجیب و غریب کلمات سے نوازتا رہ گیا۔

"ہائے۔۔۔۔!! کمبخت محبت۔۔۔۔۔"

ایک مقام دے رکھا ہے تیرے نام کو

لوگ بات منوا لیتے ہیں تیرا ذکر کر کے

(خواجہ عثمان)

❤ جاری ہے ❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین